جلد ۲۹ | ۲۶ تبلیغ ۱۳۲۰ھش | ۲۹ محرم ۱۳۶۰ھجری | ۲۶ فروری ۱۹۴۱ء | نمبر ۴۶

قادیان کے ایک اجتماع میں جناب چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب اور سر فریڈرک جیمز کی تقریریں

قادیان ۲۴ - فروری - آج ساڑھے دس بجے صبح تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں طلباء اور مقامی انگریزی دان طبقہ کے اجتماع میں سر فریڈرک جیمز نے انگریزی میں تقریر فرمائی:-

تاریک و تار دُنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی روشنی کا چراغ ہے

ازیل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جلسہ کا افتتاح فرماتے ہوئے انگریزی میں جو تقریر کی - اس میں سر فریڈرک جیمز اور لیڈی جیمز کو مخاطب کر کے فرمایا:-

ہمیں آپ کی قادیان میں تشریف آوری پر بڑی مسرت حاصل ہوئی ہے - آپ نے محسوس کیا ہوگا - کہ آپ نے یہاں اپنے آپ کو اجنبی لوگوں میں نہیں پایا - میں نے

معزز مہمانوں کی قادیان میں تشریف آوری

پر ہمیشہ خوشی محسوس کی ہے - لیکن ساتھ ہی مجھے ہمیشہ یہ افسوس بھی ہوا ہے - کہ جو اصحاب یہاں تشریف لاتے ہیں - وہ اپنی مصروفیتوں کے باعث بہت تھوڑا وقت یہاں گزار سکتے ہیں: میں امید کرتا ہوں - کہ سر جیمز اور لیڈی جیمز کی قادیان میں یہ آمد آخری آمد نہیں ہوگی - بلکہ وہ آئندہ بھی تشریف لا کر ہمیں ممنون فرماتے رہیں گے:۔

کل ہم نے ایک کافی وقت

قادیان کے مختلف ادارات

کو دیکھنے میں صرف کیا - چنانچہ ہم نے بہت سے تعلیمی اور صنعتی ادارے دیکھے - لیکن میں نے ہر موقعہ پر یہ واضح کرنے کی کوشش کی - کہ یہ تمام کاروبار ہماری جماعت کے اصل مقاصد میں سے نہیں - بلکہ یہ کاروبار صرف ضمنی حیثیت رکھتا ہے - کیونکہ ہماری جماعت بنیادی طور پر مذہبی جماعت ہے - لیکن چونکہ اسلام کی تعلیم انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے - اس لئے ضروری ہے - کہ ہم ان امور کی طرف بھی کماحقہ توجہ کریں - جو جسمانی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں - ان تعلیمی اور صنعتی اداروں سے ہمارا مقصد یہ ہے - کہ جہاں ہمارے نوجوان تعلیمی لحاظ سے اچھے، اور با اخلاق انسان بنیں - وہاں سچے مسلمان بھی ہوں - جہاں ہمارا ایک لوہار، معمار یا نجار اپنے فن کا ماہر ہو - وہاں وہ ایک سچا مسلمان لوہار - سچا مسلمان معمار - اور سچا مسلمان نجار بھی ہو - باہر سے آنے والے ہر مہمان کے لئے ضروری ہے - کہ وہ اس رُوح سے واقف ہو - جو

ہمارے تمام کاموں کا نقطۂ مرکزی

ہے - اور جس کے سمجھنے کے لئے ہمیں یہ دیکھنا ہوتا ہے - کہ ہماری جماعت کے قیام کی اصل غرض کیا ہے - میں اجمالاً ان مقاصد کو بیان کرتا ہوں - جن کے حصول کے لئے ہماری جماعت کا قیام عمل میں آیا - اور جن کے لئے وہ جدوجہد کر رہی ہے - اس بیسویں صدی میں ممکن ہے - یہ باتیں عجیب و غریب معلوم ہوں - لیکن ہمیں ان کے پورے ہونے کے متعلق پورا پورا یقین ہے:۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوائل ۱۸۸۹ء میں رکھی آپ کا دعوٰے تھا - کہ آپ مسیح موعود ہیں - اس کا مطلب یہ ہے - کہ آپ کی بعثت حضرت مسیح کی بعثت ثانیہ ہے - لیکن ہم احمدی حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت ثانیہ کو مثیل کے رنگ میں یقین کرتے ہیں - کیونکہ ہمارے نزدیک کوئی شخص ایک دفعہ فوت ہو کر دوبارہ دُنیا میں نہیں آسکتا - ہاں کوئی دوسرا شخص ایک گزشتہ نبی کی خو بو پر دُنیا کی اصلاح کے لئے دوبارہ خدا کی طرف سے مبعوث ہو سکتا ہے - اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود میں حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کا ہمارے نزدیک یہی مطلب ہے - ہم حضرت مسیح ؑ کو خدا کا ایک سچا نبی یقین کرتے ہیں - اور انہی معنوں میں ہم انہیں خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں - کیونکہ ہر وہ شخص جو اپنے خدا سے پورا پورا تعلق قائم کر لیتا ہے - وہ اس کا روحانی بیٹا کہلاتا ہے:۔

چونکہ اخلاقی اور رُوحانی بیماریاں رُوحانی علاج کی متقاضی ہوتی ہیں - اس لئے دُنیا سے ان بیماریوں کو دُور کرنے کے لئے روحانی طبیب آتے ہیں - اور ہم یقین رکھتے ہیں - کہ جس طرح یہ روحانی طبیب گزشتہ لوگوں کی رُوحانی بیماریوں کو دُور کرنے کے لئے آتے رہے - اسی طرح اب بھی آسکتے ہیں - کیونکہ یہ زمانہ بھی بے شمار روحانی امراض کی وجہ سے ایک آسمانی طبیب کا تقاضا کرتا ہے - اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد اسی تقاضا کو پورا کرنے والی ہے - چونکہ ہم تناسخ کے قائل نہیں - اس لئے جب ہم یہ کہتے ہیں - کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہیں - کرشن ہیں - اور آخری زمانہ کے موعود نبی ہیں - تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے - کہ آپ ان مصلحین کی صفات کے حامل ہو کر مبعوث ہوئے ہیں - تاکہ دُنیا کی اصلاح کریں - یہی

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد

ہے - اور گو اس مقصد کے مختلف پہلو ہیں - لیکن ان سب کا نقطہ مرکزی ایک ہی ہے:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعوٰے کیا - تو آپ کے خلاف مخالفت کی آگ بھڑک اُٹھی - اور ہر جگہ آپ کے پیرووں کو نشانہ ظلم و ستم بنایا گیا - حتٰے کہ افغانستان میں بعض کو سنگسار بھی کیا گیا - لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے مشن کی کامیابی کے لئے کوشاں رہے - آپ گوشۂ تنہائی سے نکلنا نہ چاہتے تھے - لیکن خدا تعالےٰ کی وحی نے آپ کو مجبور کر دیا - کہ آپ باہر آئیں اور دُنیا کی اصلاح کا بیڑا اٹھائیں

قادیان کی ظاہری ترقی ہمارا مقصد نہیں تاہم یہ اس نئے نظام کے لئے بطور پیش خیمہ ہے جو ہم دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا مقصد یہ ہے۔ کہ ہم ہر جگہ ایسے لوگ پیدا کریں جن کے اندر یہ روح کام کر رہی ہو۔ کہ ہمارا مقصد خدا سے صحیح تعلق پیدا کرنا۔ اور بنی نوع انسان کی حقیقی خدمت کرنا ہے۔

موجودہ جنگ کے نتائج

خواہ کچھ ہوں۔ اور ہمیں یقین ہے۔ کہ اس میں فتح برطانیہ ہی کی ہوگی۔ یہ امر بالکل واضح ہے۔ کہ دنیا کا موجودہ اخلاقی اور اقتصادی نظام تباہ ہو رہا ہے۔ اور ضروری ہے کہ اس کے بعد ایک نیا نظام قائم ہو۔ پس یہ سب کچھ خدا تعالےٰ کے تصرف کے ماتحت ہو رہا ہے۔ لیکن کس قدر بد قسمتی ہوگی۔ اگر دنیا جنگ کی ان تمام مشکلات اور مصائب میں سے گزرنے کے بعد بھی تاریکی میں ہی پڑی رہے۔ اور اسے کوئی روحانی روشنی نصیب نہ ہو۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو ظاہر ہے انسانیت اور بھی زیادہ مصائب و آلام کا شکار بن جائے گی۔ ان حالات میں تمام بنی نوع انسان کا فرض ہے۔ کہ برائی کی قوتوں کو پامال کرنے کی کوشش کرے تا ایک نیا نظام قائم ہو۔ جو اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہم اپنے آپ کو روحانی آلائشوں سے پاک نہ کرلیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اس کے لئے خاص طور پر جدوجہد کریں۔ تا جس طرح خدا کی مرضی آسمان پر ہے۔ اسی طرح زمین پر ہو۔ اور جس طرح خدا کی بادشاہت آسمان پر قائم ہے زمین پر بھی قائم ہو۔

یہ ہے وہ مقصد جس کے لئے ہم جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور ہماری تمام کوششیں اسی مقصد کے لئے صرف ہو رہی ہیں۔ یہ کوئی آسان کام نہیں جو ہمارے سپرد ہوا ہے اگر خدانخواستہ ہم بھی اس کوشش میں ناکام رہیں تو ایک بہت بڑی ٹریجڈی (المناک حادثہ) ہوگا جو ہوگا۔ اس وقت اس تاریک و تار دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی روشنی کا ایک چراغ ہے۔ اور صرف یہی ایک ایسی جماعت ہے جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ بنی نوع انسان کی روحانی اور جسمانی رنگ میں خدمت کرے۔ اور اگر ہو سکے۔ تو اپنی جانیں بھی قربان کر دے۔ تا دنیا میں امن اور آشتی قائم ہو۔ اور انسان اپنے خالق کے سچے بندے بن جائیں۔

جناب چودہری صاحب کی افتتاحی تقریر کے بعد سر فریڈرک جیمز نے انگریزی میں تقریر فرمائی جس میں کہا۔

المسیح مدینۃ

قادیان ۲۴ تبلیغ ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو آج کھانسی کی تکلیف میں کمی ہے صحت کاملہ کے لئے دعا کی جائے ؂

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو کئی دنوں سے بخار ہو جاتا ہے۔ نیز نزلہ دوران سر اور تمام جسم میں درد کی تکلیف ہے۔ اور بھوک نہیں لگتی۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کریں۔

آنریبل چودہری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ سر فریڈرک جیمز بمعہ لیڈی جیمز آج شام کی گاڑی سے واپس تشریف لے گئے۔

جناب مولوی محمد دین صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول زیادہ علیل ہیں صحت کے لئے دعا کی جائے ؂

جماعت احمدیہ کے اعلیٰ مقاصد کی روشنی بنی نوع انسان کے دل کی تاریکیوں کو دور کرنے میں ممد ہوگی

چودہری صاحب اور برادران!

میں سب سے پہلے اپنی بیوی اور اپنی طرف سے تہ دل سے اس

مہمان نوازی اور عزت افزائی

کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو آپ کی طرف سے ہمیں حاصل ہوئی ہے۔ قادیان میں ہماری یہ آمد پہلی آمد ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ یہ آخری آمد ثابت نہیں ہوگی۔ ہم نے دیکھا ہے۔ کہ نہ صرف ہمارے معزز میزبان نے بلکہ آپ کے پیشوا آپ کے معلمین حتیٰ کہ یہاں کے دوکانداروں اور چھوٹے چھوٹے بچوں نے بھی ہمارا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ اور ہم نے محسوس کیا۔ کہ گویا ہم اپنے بے تکلف دوستوں میں آ گئے ہیں۔

چودہری صاحب نے اپنے ریمارکس میں موجودہ جنگ کا ذکر فرمایا ہے۔ جس سے میرا ذہن آج سے چھبیس سال پہلے کے واقعات کی طرف منتقل ہو گیا۔ آج سے چھبیس سال قبل

تین نوجوان بھائی

انگلستان میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ جب تعلیم سے فارغ ہوئے۔ تو گزشتہ جنگ عظیم شروع ہو گئی۔ اور اس وجہ سے ان کا تمام پروگرام درہم برہم ہو گیا۔ ان میں سے ایک بحری بیڑہ میں بھرتی ہو گیا۔ دوسرے دونوں دوسرے جنگی کاموں میں لگ گئے۔ گویا تینوں نے اپنے آپ کو سخت خطرناک حالات میں ڈال دیا۔ جب جنگ ختم ہوئی تو تینوں نوجوان واپس آ گئے ایک جوان ان میں سے ڈاکٹر تھا۔ اس نے پریکٹس شروع کر دی۔ دوسرا ہندوستان آ گیا جو ابھی تک یہیں مقیم ہے۔ تیسرا اپنے کسی اور کام میں مشغول ہو گیا۔ تینوں نے شادی کی بچے پیدا ہوئے۔ اور وہ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ انہوں نے خیال کیا۔ اب ایک نیا نظام شروع ہونے والا ہے۔ لیگ آف نیشنز قائم ہوئی۔ اور لوگوں نے سمجھا کہ دنیا سے جنگ کا خاتمہ کرنے کا یہ ایک ذریعہ ہے۔ لیکن آج چھبیس سال بعد ان نوجوانوں میں سے (جو اب نوجوان نہیں رہے) دو کو

پھر جنگ میں

جانا پڑا۔ ان میں سے ایک بحری بیڑہ میں ہے۔ اور دوسرا مصر کی اس فوج میں کام کر رہا ہے۔ جس کا اہم جزو ہندوستانی نوجوان ہیں۔ جنہوں نے وہاں بہادری کے بڑے بڑے کارہائے نمایاں دکھائے ہیں۔ میں نے جنگوں کا خیال کرکے اپنے آپ سے سوال کیا۔ کہ کیا گزشتہ بیس سال یونہی ضائع گئیں۔ کیونکہ اقوام عالم علی الخصوص یورپ کی اقوام نے ابھی تک یہ نہیں سیکھا۔ کہ آپس کے تنازعات صلح اور امن سے بھی طے کئے جا سکتے ہیں۔ اس وقت یورپین اقوام پھر باہم برسر پیکار ہیں۔ اور ایک دوسری کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ میری قوم اور میرے ہم وطن انگلستان میں اس بات پر یقین رکھتے ہیں۔ کہ کوئی بین الاقوامی تنازع ایسا نہیں۔ جو مصالحانہ رنگ میں طے نہ ہو سکتا ہو۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ سب قوموں کے دلوں میں یہ خواہش موجود ہو۔ اور ان کے دلوں سے دنیا پر تسلط جمانے کا خیال دور ہو جائے۔ ہماری قوم نے مصالحت کے لئے ہر رنگ میں کوشش کی۔ اسلحہ کو کم کر دیا۔ فوج کو کم کر دیا۔ اسی وجہ سے جنگ کے شروع میں وہ جنگ کے لئے بالکل تیار نہ تھی۔ لیکن اس نے اس بہت بڑے حملہ کو جو اس کی جمہوریت اور آزادی پر کیا گیا پورے زور سے روکا۔ آج برطانیہ اپنے اتحادیوں کے ساتھ اور ہر اس شخص کی ہمدردی کو ساتھ لے کر جو آزادی کو پسند کرتا ہے۔

ظلم کی افواج سے نبرد آزما

ہے۔ آج برطانیہ ان عظیم الشان مقاصد کی پناہ گاہ ہے۔ یعنی آزادی۔ اخوت اور امن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے سر جیمز نے فرمایا۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ جنگ جو اس وقت لڑی جا رہی ہے۔ دو فریق کے درمیان جنگ ہے۔ دراصل یہ جنگ

آزادی اور غلامی کی جنگ

ہے۔ اس وقت جو لوگ جرمنی میں برسر اقتدار ہیں۔ انہوں نے اپنے ملک کو جنگ کی مشین میں بدل دیا ہے۔ اور ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ اپنی نسلی برتری کے زعم میں ساری دنیا پر اپنا تسلط جما لیں۔ یورپین اقوام میں سے جرمن قوم اس لحاظ سے زیادہ خوش قسمت ہے۔ کہ اسے سائنس اور فلاسفی کی نعمتیں قدرت کی طرف سے عطا ہوئی ہیں۔ لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ

سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی چالیس حدیثیں

از حضرت میر محمد اسحاق صاحب

نویں حدیث :- اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهٗ

ترجمہ :- شرم وحیاء سراسر بہتر ہی بہتر ہے ۔

(۱)

انسان کو بُرے اخلاق ۔ بُرے اعمال اور بُری عادات سے کبھی تو بادشاہوں کا رُعب ۔ حاکموں کا خوف ۔ اور سزا کا ڈر روکتا ہے ۔ مثلاً عادی سے عادی ، اور دلیر سے دلیر چور بھی دن کے وقت پولیس کے سامنے چوری کی واردات نہیں کرتا ۔ لیکن وُہی چور رات کو چھپ چھپ کر بڑی سے بڑی اور مشکل سے مشکل چوری کرنے سے نہیں ہچکچاتا ۔ یہ کیوں ؟ صرف اس لئے کہ دن کے وقت اُسے پکڑے جانے اور سزا پانے کا ڈر ہوتا ہے لیکن رات کے اندھیرے میں جب اُسے کوئی پہچان نہیں سکتا ۔ اور اُسے پکڑے جانے کا خوف نہیں ہوتا ۔ تو وُہی بُرا کام جو دن کو وُہ چھوڑ چکا تھا ۔ رات کی تاریکی میں فوراً اختیار کر لیتا ہے ۔ اس سے معلوم ہُوا ۔ کہ حاکموں کی سیاست اور بادشاہوں کا دبدبہ بھی نہایت ضروری ہے ۔ تاکہ چور اور بدمعاش ملک کے امن کو غارت نہ کر سکیں ۔ لیکن برائیوں کو دُور کرنے کے لئے یہ علاج کافی نہیں ۔ کیونکہ جہاں باقاعدہ حکومت نہ ہو ۔ جیسے یاغستان کا علاقہ یا حاکم خود ظالم ہو ۔ یا حکام رشوت لے کر مجرم سے درگزر کرنے والے ہوں ۔ یا مجرم رات کی تاریکی ۔ یا لوگوں کے عدم علم سے فائدہ اٹھانے والا ہو ۔ یا یہ کہ جرائم ہی ایسے ہی ہوں ۔ جو حکومت کی دخل اندازی کے قابل نہ ہوں ۔ جیسے بدنظری غیبت ۔ جھوٹ ۔ مبالغہ ۔ بے ہودہ بکواس وغیرہ وغیرہ ۔ وہاں حکومت نہ جرائم کو روک سکتی ہے ۔ اور نہ انہیں روبہ تنزل کر سکتی ہے ۔ نیز گھروں کے اندر خود میاں بیوی اِل کر بہت سے ایسے افعال کر سکتے ہیں ۔ جو ہوں تو گناہ ۔ مگر نہ حکام کے دخل کی بات ہو ۔ اور نہ ان کے علم میں وُہ بات آسکتی ہو ۔ غرض ہر وقت ہر شہر ۔ ہر گاؤں بلکہ ہر گھر میں ایسے افعال ۔ اعمال ، اور حرکات سرزد ہو سکتے ہیں ۔ جو گناہ اور بُرائی تو ہوں ۔ مگر حکومت کو نہ ان کا علم ہو سکے ۔ نہ حکومت اُن پر گرفت کر سکے ۔ اس لئے ایسی برائیوں کے قلع وقمع کے لئے حکومت کے دبدبہ اور سلطنت کی سیاست کے علاوہ کوئی اور ایسا ذریعہ ہونا چاہیئے ۔ جو دُنیا میں جرائم کو سرزد ہونے سے روکے ۔ اور اس جہان کو بُرے اخلاق اور بُرے افعال سے بچائے ۔ اور وُہ ذریعہ صرف خالق فطرت کے ہاتھ سے ہی ظہور پذیر ہو سکتا ہے کیونکہ جس نے دُنیا میں انسان کو آزاد اور مختار پیدا کیا ۔ اور پھر اس کے دل ودماغ میں ہر قسم کی خواہشیں ۔ شہوتیں امنگیں ۔ آرزوئیں ۔ اور میلان پیدا کئے اور خارج میں ہزاروں ہزار دل لبھانے والے سامان بنائے ۔ کہیں حسین افراد ان کی خوبصورتیاں اُن کے موزوں قد ان کی رعنائیاں ۔ اور دل فریبیاں پیدا کیں تو کہیں اپنی خوشبو سے مست کر دینے والے پھول اور عطر پیدا کئے ۔ پھر کہیں مال ۔ اولاد ۔ بیویوں ۔ کھیتوں ۔ مویشیوں اور ہر قسم کی اپنی طرف مائل کرنے والی چیزوں کا وجود ظہور پذیر فرمایا ۔ اس لئے جس نے مرض پیدا کیا ۔ اُس کا علاج بھی وُہی کر سکتا ہے ۔ پس یہ محض خالق فطرت کی قدرت میں ہے ۔ کہ وُہ انسانوں کو بُرے میلانات ۔ بُری خواہشات ۔ گندی شہوات لوٹ ۔ مار ۔ کینہ ۔ حسد ۔ بغض ۔ حرص وغیرہ تمام بُرے اعمال اور بُرے اخلاق سے بچانے کے ذرائع پیدا کرے ۔ سو اُن ذرائع میں سے ایک ذریعہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے اور وُہ شرم وحیا ہے ۔ ہمارے پاک وبرتر خدا نے انسان میں خواہ مرد ہو ۔ یا عورت درجہ بدرجہ کم وبیش سب میں شرم وحیا کا مادہ رکھا ہے ۔ اور یہی وُہ قوتِ حمیدہ اور فضیلتِ راسخہ ہے ۔ کہ جس سے دُنیا میں امن قائم ہے ۔ ورنہ سلطنت کی کیا طاقت کہ کسی گھر کے اندر دخل دے ۔ محتسب را درونِ خانہ چہ کار ۔ فرض کرو ۔ کہ ایک گھرانے میں ایک باپ ۔ ایک ماں ۔ چار بیٹیاں اور پانچ بیٹے ہیں ۔ وُہ گھرانہ عزت وشرافت کا مجسمہ ہے باپ کنبہ کا معزز سردار ہے ۔ ماں ایک لائق اور باررسوخ وزیر ہے ۔ لڑکے ، اور لڑکیاں رعایا ہیں ۔ اُس گھرانے میں باپ کی عزت ۔ ماں کی خدمت ۔ بہنوں کی غیرت ۔ بھائیوں کی محبت جلوہ گر ہے ۔ کیا مجال کہ باپ کے سامنے لڑکے اُونچی آواز سے بات کر سکیں ۔ یا شوخی سے نظر اونچی کر سکیں ۔ باپ کے ہر کلمہ پر آمنّا ۔ اور ماں کی ہر آواز پر لبیک کی ندا سُنائی دیتی ہے ۔ بھائی اپنی بہنوں کی عزت پر قربان ہیں ۔ بہنیں اپنے بھائیوں کی محبت میں غرق ہیں ۔ گھرانہ کیا ہے ۔ شرافت ۔ محبت ۔ نیکی پارسائی اور تقوے کا نمونہ ہے ۔ مگر کیا یہ حالت حکومت کے رُعب نے پیدا کی ۔ یا سلطنت کے دبدبہ نے یہ سب کچھ قائم کیا ؟ نہیں ۔ بلکہ اس کا باعث وُہ قوت ہے جو خدا نے انسان میں پیدا کی ۔ اور جسے ہم اپنی زبان میں شرم اور حیا کے نام سے موسُوم کرتے ہیں ۔ خدا کی قسم ۔ یہ وصف تمام اوصاف کا سردار ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیوں ایک جوان طاقتور شخص اپنے ضعیف اور بوڑھے باپ کے آگے سر اونچا نہیں کر سکتا ۔ صرف اس لئے کہ خالق فطرت نے اس کی فطرت میں حیاء کا مادہ رکھا ہے اسی طرح کیوں ایک بیوہ باوجود تمام قوتوں کے اپنی عفت وعصمت کو محفوظ رکھ کے تمام خاندان کی عزت کو قائم رکھے ہوتی ہے صرف اس لئے کہ خالقِ فطرت نے اس کی فطرت میں حیا کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے ۔ اسی طرح ایک اُستاد کمرہ میں داخل ہوتا ہے تو شریف طلبہ کے چہرے مہذب بن جاتے ہیں ۔ ایک بزرگ ۔ یا کوئی باوقار آدمی ایک مجمع میں جاتا ہے ۔ تو سب کے اطوار میں سکینت آجاتی ہے ۔ یہ کیوں ؟ صرف اس لئے کہ فطرت انسانی کو جس ہستی نے اپنے ہاتھ سے بنایا ۔ اس نے اس میں یہ مادہ بھی رکھا ہے ۔ کہ وہ کسی کی نظر پڑتے ہی ایک حیا محسُوس کرتا ہے ۔ اور خود بخود اس کے اعضاء ایک تہذیب اور ایک شائستگی کی حالت میں ہو جاتے ہیں ۔ لوگ کنچنیوں کو بے شرم کہتے ہیں ۔ اور ٹھیک کہتے ہیں ۔ کیونکہ اُن نابکاروں نے انسانیت کے نام کو ڈبو دیا ہے ۔ مگر اُن میں بھی یہ مادہ بالکل مفقود نہیں ہوتا ۔ ہاں بُری صحبت اور حرص اور طمع کے غلبہ اور عادت نے اس پاک جذبہ کو دبا لیا ہوتا ہے ۔ مگر کون ہے جو خدا کے ودیعت کئے ہُوئے جذبہ کو بالکل مٹا سکے ۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں ۔ کہ کوئی شخص کسی کنچنی کو بازار میں گزرتے ہوئے کوئی گندا مذاق بھی کر سکے ۔ یا اس کا دوپٹہ سر سے اتار دے ۔ یہ کیوں ؟ صرف اس لئے کہ فطرت کے مالک نے اپنے بندوں میں بالمخصُوص عورتوں میں حیاء کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے ۔ پس دُنیا کا قیام اس کا امن ۔ اس کی آسائش ۔ اس کی محبت اس کی عزت اس کا اطمینان سب کچھ حیاء پر موقوف ہے ۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے کیا ہی سچ فرمایا ہے

اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهٗ

یعنی شرم وحیاء میں سراسر بہتری ہی بہتری ہے

(۲)

اہلِ فارس کا مقولہ ہے ۔ بے حیا باش وہرچہ خواہی کن ۔ یعنی بے شرم ہو جا ۔ اور پھر جو جی میں آئے ۔ کر ۔ اہل عرب کہتے ہیں اذا لم تستحی فاصنع ما شئت ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عربی کے اس مقولہ کے متعلق فرمایا ۔

اِنَّ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰی

اِذَا لَمْ تَسْتَحِیْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

یعنی یہ جو عرب لوگ ضرب المثل استعمال کرتے ہیں ۔ کہ اگر تجھ میں شرم نہ ہو ۔ تو جو مرضی آئے ۔ کر ۔ یہ کسی عام انسان کا مقولہ نہیں بلکہ یہ مجھ سے پہلے کسی نبی کا کلام ہے پس واقعہ میں سچی بات یہ ہے ۔ کہ دُنیا میں تمام پابندیاں ، اور قواعد شرم وحیاء پر قائم ہیں ۔

اگر یہ نہ رہے تو پھر کونسا بُرا کام ہے جو انسان نہیں کرسکتا، ایک بھانڈ مجمع عام میں اپنے بیٹے کے ہاتھ سے جوتے کھاتا اور لوگوں کو ہنساتا ہے کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ اپنی حیا کھو بیٹھا ہے۔ ایک کنچنی اپنی عفت وعصمت آٹھ آٹھ آنہ کے لئے ضائع کرتی ہے کیوں؟ اس لئے کہ وہ شرم کو بالائے طاق رکھ چکی ہے۔ ایک بے باک عادی مجرم جیل خانہ میں داروغہ جیل سے تیس تیس بید لگوالیتا اور ہنستا رہتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ خدا نے جو غیرت اور شرم اس میں ودیعت کی تھی وہ اسے ضائع کرچکا ہے۔ غرض اگر کوئی شخص شرم وحیا کو بالائے طاق رکھے۔ تو پھر کوئی امید نہیں۔ کہ وہ کسی برائی سے بھی بچ سکے۔ پس شرم اور حیا خدا کی ایک نعمت ہے۔ جو تمام برائیوں بے شرمیوں برے اخلاق بری عادات وغیرہ سب نقائص سے بچاتی ہے۔

(۳)

اس حدیث میں جو حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ الحیاءُ خیرٌ کلہ یعنی حیا اور شرم سراسر بہتر ہے۔ حضور کے اس پاک ومطہر مقولہ کو مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے سر آنکھوں پر رکھیں۔ اور اس پر پوری طرح عمل کریں۔ اور اگر آج مسلمان بالخصوص نوجوان طبقہ اس حدیث کو اپنا دستور العمل بنالے تو مسلمانوں سے قریباً تمام عملی بدیاں مفقود ہوجائیں۔ مثلاً کیسے افسوس کی بات ہے۔ کہ ایک احمدی نوجوان داڑھی منڈاتا بلکہ کرزن فیشن ہوکر مونچھوں کو بھی صاف کرادیتا ہے۔ اور پھر ایسی مکروہ شکل بناکر یہ جرأت کرتا ہے۔ کہ علی الاعلان بھری مجلسوں میں احمدی دوستوں بزرگوں یہاں تک کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے آبیٹھتا ہے۔ کہ ہم کو جو پاس بیٹھے ہوتے ہیں شرم آتی ہے۔ اس بے باک کو یہ بھی توفیق نہیں ملتی۔ کہ پگڑی کے شملہ یا رومال سے اپنا چہرہ چھپاکر اپنے عیب پر پردہ ڈالکر بات کرتا۔ مگر نہیں وہ حضور سے بڑھ بڑھکر باتیں کرتا اور شرم وحیا کو بھون کر کھا جاتا ہے۔ اے کاش ایسے نوجوان اپنی بے باکی اور جرأت بے جا پر نوحہ اور ماتم کریں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یا ایک احمدی نوجوان جانتا ہے۔ کہ حقہ سگرٹ اور سگاروں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سخت مکروہ قرار دے چکے ہیں۔ اور اپنی جماعت کو اس سے سختی سے روک چکے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ایسے باعث ننگ احمدی نوجوان ہیں۔ کہ بوٹڈ سوٹڈ ہوکر داڑھی مونچھ منڈا کر موہنہ میں سگرٹ سلگا کر پبلک میں اکڑے پھرتے ہیں۔ اور شرم وحیا ان کے پاس سے ہوکر نہیں گزرتی۔ یا اسی طرح ایک مغرب زدہ احمدی نوجوان جانتا ہے۔ کہ انگریزی ہیٹ ہماری احمدی سوسائٹی میں مکروہ لباس ہے اور دجالی علامت ہے۔ اور پیشانی پر کلنک کی مہر ہے۔ مگر ہندوستان میں پیدا ہوکر کالا رنگ رکھتے ہوئے ہیٹ پہنکر صاحب بہادر بننا چاہتا ہے۔ اور پھر احمدیوں کے مجمع میں جانے سے ذرا نہیں گھبراتا۔ یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ مغرب زدگی نے اس کی شرم وحیا کی قوت سلب کرلی ہے۔ بے شک یہ سب واقعات خال خال ہیں اور شاذونادر ہیں اور النادر کالمعدوم کا حکم رکھتے ہیں۔ ورنہ اکثر بلکہ نہایت ہی اکثر احمدی شرم سے متصف حیا سے موصوف اور اس حدیث کے پوری طرح مصداق ہیں۔ مگر گورے چہرہ پر ایک سوئی کی نوک کے برابر سیاہ دھبہ بھی چہرہ کی بدنمائی کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے میں تمام ایسے نوجوانوں سے ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ کرزن فیشن بلکہ محض داڑھی منڈانا سگرٹ پینا اور ہیٹ پہننا چھوڑدیں۔ کہ احمدیت کی مقدس اور سفید چادر پر بدنما اور سیاہ دھبہ ہے۔

(۴)

ایک احمدی بالخصوص نوجوان احمدی کی پہچان یہ ہونی چاہیئے۔ کہ موہنہ پر شرعی داڑھی مسنون مونچھیں۔ نظریں نیچی بڑوں کا ادب چھوٹوں پر رحم لباس شریفانہ اطوار مہذبانہ بازاروں اور راستوں میں خاموشی سے گزرنے والا باوقار متین اوباشوں کی طرح قہقہے مار کر ہنسنے والا اور آوارہ نہ پھرنے والا ماں کی خدمت باپ کا ادب بہنوں کے لئے غیرت بڑے بھائیوں کی تعظیم چھوٹے بھائیوں سے شفقت قادیان سے محبت۔ مرکز کی اہمیت سمجھنے والا نماز کا پابند۔ روزہ کا عادی تبلیغ کا شائق۔ اسلام کا نمونہ ہر قومی تحریک میں حصہ لینے والا تہجد گزار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے والا غرض شرم وحیا کا پتلا ہونا چاہیئے۔

اے قادر مطلق خدا تو مجھے شرم وحیا سے متصف فرما۔ میں برے کاموں بری عادتوں اور برے اخلاق کے تصور سے ہی زمین میں گڑ جاؤں۔ بزرگوں کا ادب خوردوں کی شفقت میرا وطیرہ ہو۔ اسلام کی غیرت سے میرا رواں رواں معمور ہو۔ قوم وملت کی عزت میرا مقصد ہو۔ الٰہی میری اولاد کو بھی ایسا ہی کر میرے رشتہ داروں اور دوستوں ہاں میرے ہر احمدی کو بھی ایسا ہی بنادے۔ اے مالک الملک احمدیوں کی نئی پود میں شرم ولحاظ پیدا فرما۔ ہمارے سکولوں کے طالب علموں ہمارے کالجوں کے متعلموں ہمارے مدارس البنات کی طالبات کو اے الٰہ العالمین شرم وحیا سے بھردے۔ اے اللہ ایک احمدی نوجوان کو ایسا شرمیلا ایسا حیادار اور بالحاظ بنادے۔ کہ دُور سے دیکھ کر دشمن بھی پکار اٹھے کہ یہ احمدی آرہا ہے۔ اے اللہ احمدی نوجوانوں کو مغرب کی بری ہوا سے بچالے۔ کالجوں اور سکولوں کے بد اثرات سے محفوظ رکھ۔ فضول بکواس فضول خرچیوں اور تمام فضولیوں سے انہیں مامون ومصئون فرما۔ اے قادر مطلق خدا احمدی نوجوانوں کے دل نشین کردے۔ کہ ان کا نبی ایک کنواری پردہ نشین لڑکی سے بھی زیادہ حیادار اور شرمیلا تھا۔ آمین یارب العالمین۔

~~~~~~

مردم شماری کے متعلق ضروری ہدایات

۱۹ فروری کو سپرنٹنڈنٹ مردم شماری تحصیل بٹالہ میں تشریف لائے۔ اور جلسہ عام میں ہدایات مردم شماری وضاحت سے بیان فرمائیں۔ جن میں سے چند کا خلاصہ معہ ضروری تشریح درج ذیل کیا جاتا ہے۔

(۱) پیڈ مردم شماری کے نمبر شمار ۷ خانہ "مذہب" میں مذہب کے ساتھ فرقہ مذہب اس شخص کا درج ہوسکتا ہے۔ جو درج کرانا چاہیئے۔ جملہ احمدی احباب اس خانہ میں "مسلم احمدی" درج کرائیں

(۲) خانہ ۱۸ میں مادری زبان وہ درج ہوگی۔ جو عام بول چال میں استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً اردو پنجابی، فارسی وغیرہ

(۳) خانہ ۱۹ میں وہ زبانیں درج ہونگی۔ جو مادری زبان کے علاوہ بولی جاتی ہیں۔ مثلاً عربی، اردو، انگریزی وغیرہ

(۴) خانہ ۲۰ میں وہ زبانیں درج ہونگی جو خط وکتابت میں استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً اردو، انگریزی فارسی وغیرہ

(۵) صاحب موصوف نے عام ہدائت یہ فرمائی ہے۔ کہ جو صاحب خانہ اپنی قوم مذہب زبان وغیرہ کے متعلق تحریر کرانا چاہے۔ وہی شمار کنندگان کو لکھنا ہوگا۔ اور خلاف مرضی صاحب خانہ وہ کوئی اندراج نہ کریں۔

(۶) جو لوگ اپنے گھروں سے عارضی طور پر تھوڑے عرصہ کے لئے باہر گئے ہیں۔ ان کا اندراج ان کے سکونتی دیہات میں کیا جائے۔ جہاں ان کی مستقل رہائش اور مکان ہیں۔

(۷) جہاں شمار کنندگان دانستہ غلط اندراج کریں فوراً مقامی افسران کے نوٹس میں یہ امر تحریری طور پر لایا جائے۔ اور مرکز میں بھی اطلاع دی جائے۔

(۸) جماعت کے ذمہ دار احباب کو چاہیئے کہ وہ خاص طور پر نگرانی رکھیں۔ کہ کوئی فرد اندراج سے باہر نہ رہ جائے۔ اور اس کے کوائف کا صحیح اندراج ہو۔

(۹) مردم شماری ۲۰ فروری تا یکم مارچ ۱۹۴۱ء ہے۔ ان ایام میں ہر احمدی کے لئے مناسب ہے کہ اپنے حقوق کی پوری نگہداشت رکھے۔ یہ موقعہ دس سال کے بعد آتا ہے۔ اس بارہ میں تساہل بہت نقصان کا موجب ہوگا۔ (۱۰) جن دوستوں نے فارم لئے ہیں مردم شماری تا مال مکمل کرکے
~~~~~~

مصلح موعود کی پیشگوئی پر گفتگو اور شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری

(از ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی پلیڈر گجرات)

(۲)

ایک فائر میں ختم

ایک اور بات جو شیخ مولا بخش صاحب نے اپنے مضمون میں بیان کی ہے وہ یہ ہے۔ کہ:-

"خادم صاحب نے از راہِ تکبّر کہا کہ لاہوری تو میرے ایک فائر میں ختم ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ایک منٹ بھی گفتگو نہیں کر سکتے۔"

میری طرف یہ فقرہ منسوب کر کے شیخ صاحب نے اس کو اپنے مضمون میں کئی بار دوہرایا ہے۔ لیکن خدا شاہد ہے۔ کہ یہ فقرہ بھی اسی طرح شیخ مولا بخش صاحب یا اُن کے کسی ساتھی کی ایجاد ہے۔ جس طرح ثالث کے تقرر کا ادّعا۔ میں نے ہرگز ہرگز ایسا کوئی فقرہ استعمال نہیں کیا۔ نہ صرف اس موقعہ پر بلکہ اپنی زندگی میں کسی اور موقعہ پر بھی استعمال نہیں کیا۔ میں نے عمر بھر کبھی بندوق نہیں چلائی۔ نہ کبھی فائر کیا ہے۔ پھر اس بناوٹی فقرہ کو دوہرا دوہرا کر اس کی بنا پر خاکسار پر طنز و تعریض کرنا کیونکر مناسب ہے۔ ہاں میں نے یہ ضرور کہا تھا۔ کہ مصلح موعود والی پیشگوئی اس قدر واضح ہے۔ کہ اگر طلبِ حق مقصود ہو۔ تو ایک منٹ میں انسان حقیقت کو پا سکتا ہے۔ کسی لمبی بحث کی ضرورت نہیں۔ اور میں اب بھی یہی کہتا ہوں + لیکن لاہوری پارٹی کو "ایک فائر میں ختم" کر دینے کا دعویٰ یا یہ تعلّی کہ "لاہوری پارٹی والے ایک منٹ بھی گفتگو نہیں کر سکتے"۔ یہ ہرگز نہیں کہا۔ اور کس طرح کہتا جبکہ خاکسار بارہا تین تین۔ چار چار گھنٹہ تک پیغامی مبلغین سے مناظرے کر چکا ہے۔ نیز جبکہ میرے آقا سیدنا فضل عمر حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا الہام ان الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ موجود ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اہلِ پیغام کا وجود بھی منکرینِ مسیحؑ کی طرح کسی نہ کسی رنگ میں قیامت تک قائم رہے گا۔ تو پھر میں کیونکر یہ دعوےٰ کر سکتا ہوں۔ کہ پیغامی میرے ایک فائر ہی سے ختم ہو جاتے ہیں

مُشتے کہ بعد از جنگ

شیخ مولا بخش صاحب کے مضمون کا وہ حصّہ بھی جس میں انہوں نے سوال وجواب کے رنگ میں باہمی گفتگو کی تفصیل دی ہے۔ درست نہیں۔ دورانِ گفتگو میں نہ اکثر وہ باتیں جو انہوں نے اس مضمون میں اپنی طرف منسوب کی ہیں وہ انہوں نے کیں اور نہ وہ جوابات جو انہوں نے میری طرف منسوب کئے ہیں مَیں نے دیئے۔ پھر اکثر حوالجات جو انہوں نے اس مضمون میں درج کئے مُشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کے مصداق ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حوالے شیخ صاحب کو بعد ازاں مولوی عمرالدین صاحب شملوی یا کسی اور نے بتائے۔ اور ان حوالوں کو (جو بوقت گفتگو غالباً شیخ مولا بخش صاحب کے علم میں بھی نہ تھے۔) اس مضمون میں پڑھ کر یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ یہ خاکسار کے ساتھ گفتگو کی تفصیل نہیں۔ بلکہ آئندہ کی کسی خیالی گفتگو کا نقشہ تیار کیا ہے۔ حالانکہ جب وہ ایک واقعی گفتگو کے حالات تحریر کرنے بیٹھے تھے۔ تو انہیں فرضی حوالے اور فرضی سوال وجواب تحریر کرنے کا کوئی حق نہ تھا۔ مثال کے طور پر شیخ صاحب نے اپنے مضمون میں مکتوب ۸ر جون ۱۸۸۶ء کو نقل کر کے لکھا ہے۔ کہ یہ پیش کیا تھا۔ حالانکہ اس گفتگو میں یہ مکتوب کسی نے پیش نہیں کیا۔ اور نہ وہ زیر بحث آیا۔ اِسی طرح نہ شیخ صاحب نے "محمود" کا نام صفاتی ہونے کی دلیل پیش کی۔ اور نہ خاکسار نے اس کے جواب میں مبارک احمد کے نام کے الہامی ثابت کرنے کا مطالبہ کیا۔ اسی طرح اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ ذیل میں حاضرینِ مجلس میں سے چند ایک کے حلفی بیانات درج کئے جاتے ہیں:-

چوہدری فتح محمد صاحب بی۔اے۔ کی شہادت

"میں خدا تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسی کی قسم سے عرض کرتا ہوں۔ کہ بمورخہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۴۰ء کی شب کو میں اس گفتگو کے وقت موجود تھا۔ جو ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی گجراتی اور شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری کے درمیان مصلح موعود والی پیشگوئی کے متعلق ہوئی۔ میں گفتگو میں شروع سے آخر تک شامل رہا۔ میں اسوقت بھی موجود تھا جب پہلی مرتبہ شیخ محمد صدیق صاحب نے ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم سے ملکر گفتگو کیلئے وقت مقرر کیا تھا۔ اور جناب خلیفہ صاحب کی تقریر کے اختتام پر فریقین کے ہمراہ ہی جلسہ گاہ سے راجہ صاحب کی کوٹھی پر گیا تھا۔ میں حلفاً بیان کرتا ہوں۔ کہ اس گفتگو کا فیصلہ کرنے کے لئے کوئی ثالث یا حکم مقرر نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اس کے متعلق کوئی گفتگو یا تجویز تک فریقین میں سے کسی کی طرف سے نہیں ہوئی۔ بلکہ اس گفتگو کے دوران میں کوئی صدر یا پریذیڈنٹ بھی فریقین کی طرف سے مقرر نہ تھا۔ یہ بھی میں حلفاً بیان کرتا ہوں۔ کہ گفتگو کے دوران میں یا ختم ہونے پر شیخ محمد صدیق صاحب نے کوئی فیصلہ شیخ مولا بخش صاحب کے حق میں یا ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم پلیڈر کے خلاف نہیں دیا تھا۔ بلکہ شیخ محمد صدیق صاحب نے بارہا ملک عبدالرحمٰن صاحب ہی کی تائید کی۔

گفتگو کے نتیجہ کے متعلق عرض ہے۔ کہ اس وقت کی کیفیت تو یہ تھی۔ کہ شیخ مولا بخش صاحب کی حالت قابلِ رحم تھی۔ وہ بالکل لاجواب ہو گئے تھے۔ اور ملک صاحب کے دلائل کا جواب دینا تو درکنار اُن کا سمجھنا بھی شیخ صاحب کی استعداد سے بالا تھا۔

شیخ صاحب نے بارہا وعدہ کیا۔ کہ وہ خادم صاحب کی تقریر کے دوران میں نہ بولینگے مگر انہوں نے ایک مرتبہ بھی خادم صاحب کی تقریر کو مکمل نہ ہونے دیا۔ جسکا سب حاضرین اور خاصکر شیخ محمد صدیق صاحب کو بہت افسوس تھا۔ دورانِ گفتگو میں جب شیخ صاحب کی تقریر کی باری آتی تھی تو شیخ صاحب کا علمی خزانہ ایک منٹ کے ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جاتا۔ شیخ صاحب کی یہ حالت تھی۔ کہ وہ اردو عبارت بھی پڑھ نہ سکتے تھے۔ حوالے انکو خادم صاحب نکال کر دیتے تھے۔ اور بعض دفعہ ان کی بجائے حوالے پڑھ کر بھی وہی سناتے تھے۔

میں نے "پیغام صلح" کا مضمون پڑھا ہے۔ وہ اُن شیخ مولا بخش صاحب کا تو لکھا ہوُا معلوم نہیں ہوتا جنہوں نے خادم صاحب سے گفتگو کی تھی۔ بلکہ کسی ایسے آدمی کا لکھا ہوُا معلوم ہوتا ہے۔ جو گفتگو کے وقت موجود نہ تھا۔ کیونکہ اس میں اکثر ایسی باتیں درج ہیں جنکو پڑھ کر سخت حیرت ہوئی۔ کیونکہ دورانِ گفتگو میں اُن کا ذکر تک نہیں آیا۔

میں یہ بھی حلفاً بیان کرتا ہوں۔ کہ خادم صاحب نے ایک مرتبہ بھی یہ نہیں کہا تھا۔ کہ میں لاہوری پارٹی والوں کو ایک فائر میں ختم کر سکتا ہوں۔ یا یہ کہ وہ ایک منٹ بھی گفتگو نہیں کر سکتے۔

مجھے افسوس ہے کہ پیغام صلح کا مضمون شروع سے آخیر تک غلط بیانیوں کا مجموعہ ہے۔ جس کی مجھے سخت حیرت ہے۔ خاکسار کا سابقہ تجربہ تو یہ تھا۔ کہ احمدی جھوٹ سے پرہیز کرتے ہیں۔ مگر تعجب ہے۔ کہ شیخ مولا بخش صاحب نے "پیغام صلح" میں ایسا مضمون لکھا۔ شیخ صاحب کی ۲۷ر دسمبر والی گفتگو کا اخبار میں ذکر کرنا تو درکنار میرا تو خیال تھا۔ کہ شیخ صاحب اس گفتگو کا ذکر (جس حالت میں کہ یہ ہوئی) گھر والوں سے بھی نہیں کریں گے۔"

فتح محمد بی۔اے۔ از لاہور (غیر احمدی)

پروفیسر مسعود احمد صاحب شاہد ایم اے کی شہادت

میں مسعود شاہد ولد کریم بخش ۔ خدا ئے قہار کی قسم کھا کر کہتا ہوں ۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور جو سزا و جزا کا مالک ہے کہ سالانہ جلسہ قادیان کے موقعہ پر میں اپنے دونوں بڑے بھائیوں کے ہمراہ مکرمی خادم اور شیخ مولا بخش صاحب لائل پوری کی گفتگو کے دوران میں شریک تھا ۔ میں گفتگو کے کچھ منٹ قبل ہی راجہ علی محمد صاحب کی کوٹھی پر پہنچ گیا تھا ۔ میرے سامنے قطعاً فریقین کی رائے سے کسی کو حکم مقرر نہ کیا گیا تھا ۔ میں یہ بھی حلفاً بیان کرتا ہوں کہ شیخ محمد صدیق صاحب نے قطعاً کوئی "فیصلہ" نہ ہی تو شیخ مولا بخش صاحب کے حق میں اور نہ خادم صاحب کے حق میں دیا ۔ میں اس امر کے متعلق بھی حلفاً بیان کرتا ہوں کہ خادم صاحب نے قطعاً کوئی فقرہ ایسا استعمال نہ کیا تھا جس کو غیر مہذب کہا جا سکے ۔ یہ فقرہ کہ "میرے ایک فائر سے لاہوری پارٹی والے ختم ہو جاتے ہیں" تو کسی تم ظریف کے نہایت زرخیز دماغ کی نہایت حیران کن ایجاد ہے ۔ اس تبادلہ خیالات کے متعلق میں صرف یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ شیخ مولا بخش صاحب شروع سے آخر تک بار بار ایک ہی بات کہہ گئے ۔ باوجود اس کے کہ خادم صاحب نے کئی بار اس کا خاطر خواہ جواب دے دیا تھا ۔ شیخ صاحب کی ہر حرکت سے گھبراہٹ ظاہر ہو رہی تھی ۔ جب وہ ایک اعتراض کرتے اور خادم صاحب اس کا جواب دینے لگتے تو چلا چلا کر کہتے کہ میں نے اعتراض تو ایک منٹ میں کیا ہے آپ جواب بھی اتنے ہی وقت میں کیوں نہیں دیتے ؟ ان کی بچوں کی سی ضد دل و دماغ پر نہایت گراں معلوم ہوتی تھی ۔ اور دل ہر بات پر یہی دعا کرتا تھا کہ خدا تعالےٰ شیخ صاحب کو اپنے فضل سے ہدایت عطا فرمائے ۔

مسعود شاہد

سماٹرا میں تبلیغ احمدیت

مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل مبلغ میدان (سماٹرا) ماہ جنوری کی رپورٹ میں لکھتے ہیں ۔

نئے علاقہ کا دورہ

ماہ نومبر ۴۱ء کی دوسری تاریخ خاکسار نے ایک نئے علاقہ R. perapat. کا دورہ کیا اور اسی دوران میں T. T. Bala اور T. Tinggi کا بھی معائنہ کیا ۔ نئے علاقہ میں ایک احمدی دوست کے Kata penang کے ہاں ٹھہرا ۔ وہاں پانچ غیر احمدی آدمیوں کو تبلیغ کی گئی ۔ ان میں سے سرکردہ آدمی نے اقرار کیا کہ میری غلط فہمیاں دور ہو گئیں اور اب میں تکفیر احمدیت پر ہرگز جرأت نہیں کر سکتا ۔

مولوی رحمت علی صاحب کی آمد

۱۶ نومبر ۴۱ء ظہر کے بعد مولانا رحمت علی صاحب کا تار آیا کہ صبح بلاوان کی بندرگاہ پہلو ۔ چنانچہ ۱۷ نومبر ۴۱ء کو صبح سویرے میں معہ احمدی اصحاب بذریعہ ریل Belawan کی بندرگاہ پر جو میدان سے قریباً ۲۰ ۔ ۲۱ میل کے فاصلہ پر ہے استقبال کے لئے گیا ۔ ۱۲ بجے جہاز نے لنگر ڈالا ۔ ملاقات کے بعد مولوی صاحب کو ایک مخلص احمدی عبدالحلیم کے گھر کھانا کھلایا گیا ۔ اور وہاں سے ۳ بجے بذریعہ موٹر روانہ ہوئے ۔ دوسرے دوست دارالتبلیغ میدان میں استقبال کے لئے موجود تھے مولانا کی آمد کی خبریں نے پورے اہتمام سے یہاں کے روزانہ اخبارات میں درج کرائی ۔ اور سماٹرا اور جاوا کی تمام بڑی بڑی جماعتوں کو بذریعہ خطوط اطلاع دی ۔ بعض غیر احمدیوں اور علماء کو زبانی اطلاع دی ۔ اور چونکہ مولانا کی طبیعت تندرست نہ تھی اس لئے کسی راجہ سے بھی ملنے کا کوئی موقع میسر نہ آیا اور نہ ہی بڑے پیمانہ پر کوئی لیکچر کرایا جا سکا ۔ البتہ احمدی دوست مولانا سے گفتگو کرتے اور دلچسپی لیتے رہے ۔ اور جماعت میں جوش پیدا ہو گیا ۔ ۲۱ نومبر کو مولانا نے اور خاکسار نے لجنہ اماء اللہ کے سامنے لیکچر دیئے بعض احمدی مرد بھی حاضر تھے پھر دارالتبلیغ میں ہی ۲۴ نومبر کی رات کو مولانا نے "ارکان اسلام" کی فلاسفی پر اور خاکسار نے "مہدی معہود کی آمد" پر لیکچر دیئے مولانا سے سلسلہ سوالات ۱۲ بجے تک جاری رہا اس لیکچر میں تین کس غیر احمدی بھی تھے ۔

۲۵ نومبر کو مولوی صاحب اور خاکسار نے لجنہ اماء اللہ کے سامنے لیکچر دیئے اور اسی دن جماعت نے وسیع پیمانہ پر مولوی صاحب کی دعوت کی جس میں جماعت کے سب مرد و عورت شامل ہوئے ۔ اس موقع پر خاکسار نے ایک مختصر سا لیکچر دیا جس میں دوستوں کو "روحانیت" کی طرف توجہ دلائی ۔ ۲۹ نومبر کی رات کو مولوی صاحب کو الوداع کہنے کے لئے سارے دوستوں کا اجتماع ہوا ۔ جس میں مولانا کی آمد پر اظہار خوشی اور ساتھ ہی آپ کی روانگی پر اظہار افسوس کیا گیا ۔ خاکسار نے مختصر سا لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ اب احباب جماعت "تابعین" کے درجہ میں شامل ہو چکے ہیں کیونکہ ایک صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مولانا رحمت علی صاحب) سے آپ کی ملاقات اور گفتگو ہوئی ہے پس اب آپ کی ذمہ داری بھی بہت بڑھ گئی ہے ۔ آخر میں مولانا نے ½ ۱ گھنٹہ تک لیکچر دیا جو مختلف نصائح پر مشتمل تھا ۔

۳۰ نومبر کو پھر لجنہ کا اجتماع ہوا ۔ جس میں مولانا نے بعض نصائح فرمائیں اور عہدیداران کا انتخاب ہوا ۔ اسی دن خاکسار معہ مولوی صاحب روانہ پاڈانگ ہوا ۔

پاڈانگ میں استقبال

یکم دسمبر ۴۱ء کو نصف رات کے بعد فورٹ ڈیکوک پہنچے جہاں سکرٹری جماعت فورٹ ڈیکوک اور پاڈانگ سے تین دوست استقبال کے لئے موجود تھے رات ایک بڑے ہوٹل میں بسر کی ۔ صبح بعض ضروری امور طے کرنے کے بعد بذریعہ ریل پاڈانگ روانہ ہوئے ۴ بجے شام پاڈانگ پہنچے سٹیشن پر دوست استقبال کے لئے موجود تھے ۔ وہاں بذریعہ موٹر کار دارالتبلیغ میں پہنچے ۔ جہاں بعض احباب جماعت کے علاوہ احمدیہ سکول کے لڑکے اور لڑکیاں بھی مولانا کی عزت افزائی کے لئے موجود تھیں ۔ انہوں نے مولانا کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اھلاً وسھلاً و مرحبا کہا اور دعائیہ اشعار بھی پڑھے ۔ بعد ازاں مولوی صاحب ایک خاص جگہ پر جو ان کے لئے تیار کی گئی تھی تشریف لے گئے ۔ جماعت کی طرف سے ایڈریس پڑھا گیا جس کا مولانا صاحب نے جواب دیا ۔

پاڈانگ میں مبلغ کا تقرر

۳ دسمبر ۴۱ء کو پھر لیکچر ہوئے ۔ جس میں پریذیڈنٹ صاحب ۔ سکرٹری تعلیم و تربیت ۔ مولوی ابوبکر صاحب فاضل اور خاکسار نے تقریریں کیں جن کا خلاصہ یہ تھا ۔ کہ ہمیں ایک خاص مبلغ چاہیئے ۔ کیونکہ سماٹرا بہت وسیع علاقہ ہے ۔ جس کے جواب میں مولوی رحمت علی صاحب نے مولوی ابوبکر صاحب ایوب فاضل کو مبلغ مقرر فرمایا ۔ یہ سن کر عہدیداران نے مولوی ابوبکر صاحب کو مبارکباد دی ۔

تقریریں

۷ تا ۹ دسمبر ۴۱ء کو "فضیلت اسلام اور اس کی حقیقت" پر لیکچر ہوئے ۔ مولوی صاحب اور خاکسار اور مولوی ابوبکر صاحب فاضل تینوں لیکچر دیتے رہے ۔ اس کے لئے خاص اشتہار شائع کیا گیا ۔ ان لیکچروں میں احمدیوں کے علاوہ غیر احمدی بھی اچھی تعداد میں شامل ہوئے ۔ اس عرصہ میں درس و تدریس کا کام جاری رہا ۔ سکول بھی کھلتا رہا ۔ لجنہ بھی کام کر رہی ہے ۔ نیز Pasalam سے ایک قاضی صاحب جو پہلے بھی زیر تبلیغ تھے مولوی رحمت علی صاحب کی حاضری میں بیعت کر گئے ہیں ۔ الحمد للہ (ناظم نشر و اشاعت)

(بقیہ صفحہ ۲)

اس قوم نے قدرت کے ان عطیوں کو انسانوں کی غلامی یا اُن کی تباہی میں لگا دیا ہے اور انہیں تمام بنی نوع انسان کو اپنے زیر نگیں لانے کیلئے صرف کر رہے ہیں۔ کیونکہ اُن لوگوں کی روحیں مردہ ہو چکی ہیں۔ اور وہ جھوٹے خداؤں کے پرستار بن چکے ہیں۔

انگریز قوم نہایت صاف دل اور صلح جُو قوم ہے۔ اور اس کا ہر فرد اس غرض کے لئے لڑ رہا ہے۔ کہ دنیا میں حریت آزادی اور اس کے اعلیٰ مقاصد کو محفوظ کیا جائے اس بات نے ہماری قوم میں ایک عظیم الشان وحدت پیدا کر دی ہے۔ ہمارے امیر اور غریب۔ طاقتور اور کمزور بالکل متحد اور یکجان ہو گئے ہیں۔ اور نہایت ہمت اور استقلال سے مشکلات کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اس زمانہ میں جنگیں صرف فوجوں کے درمیان نہیں لڑی جا رہیں۔ بلکہ شہری آبادی بھی ان میں برابر کی حصہ دار ہے۔ اگر آپ انگلستان کی کیفیت کا اندازہ لگانا چاہیں۔ اور معلوم کرنا چاہیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ تو اس سے معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ لوگوں کو لبسا اوقات اپنی جانیں بچانے کیلئے تہ خانوں میں جانا پڑتا ہے۔ اور اس وجہ سے اپنا روز مرہ کا کاروبار اور اپنے دوسرے مشاغل چھوڑنے پڑتے ہیں۔ پھر جب لوگ تہ خانوں میں ہوتے ہیں۔ تو دشمن کے ہوائی جہاز ان کے گھروں۔ ان کے گرجوں اور ان کے کھیتوں پر ہلاکت برسا رہے ہوتے ہیں۔ تمام طبقوں کے لوگ ان مشترکہ مصائب میں سے مشترک عزم کے ساتھ گذر رہے ہیں۔

چوہدری صاحب نے اپنی تقریر میں **دنیا میں ایک نئے نظام کے قیام کا ذکر** فرمایا ہے یہ بالکل سچ ہے۔ اور زود یا بدیر ایک نیا نظام قائم ہو کر رہیگا۔ یورپ میں لوگوں نے ابھی تک وہ طریق دریافت نہیں کیا۔ جس کے ذریعہ وہ باہم صلح اور آشتی سے رہ سکیں۔ اس وجہ سے نتیجہ تباہی اور بربادی ہے وہ اخوت کے زبانی دعوے کرتے ہیں۔ لیکن آپ کی جماعت اس طریق پر عمل کر رہی ہے۔ اور آپ لوگوں نے اس کی حیرت انگیز مثال قائم کر دی ہے۔ اور ثابت کر دیا ہے۔ کہ ایک عظیم الشان لیڈر کے ماتحت کس طرح صلح اور امن کی زندگی بسر کی جا سکتی ہے۔ آپ کے مقاصد کا نقطہ مرکزی یہ ہے۔ کہ ایک طرف انسان اور انسان کے درمیان اور دوسری طرف انسان اور اس کے خالق کے درمیان رشتۂ اتحاد قائم کیا جائے۔ ایک انسان اور دوسرے انسان کے درمیان رشتۂ محبت قائم کرنے کیلئے ضروری ہے۔ کہ پہلے انسان اور خدا کے درمیان تعلق قائم کیا جائے۔ یہ تعلق پہلے تعلق کیلئے بطور چابی ہے۔ پس ضروری ہے کہ پہلے **خدا اور اسکے بندوں کے درمیان تعلق** قائم ہو۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم یہ تعلق پیدا کرنے کا طریق تلاش کریں۔ قادیان میں اس روح کو دیکھ کر میری ڈھارس بندھی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ جماعت اس امر کیلئے جدوجہد کر رہی ہے کہ خدا اور بندے کے درمیان حقیقی تعلق قائم ہو۔ تا اس کے نتیجہ میں انسان اور انسان کے درمیان صلح اور محبت قائم ہو جائے۔ جب یہ تعلقات استوار ہو جائیں گے۔ تو دنیا پر تسلط جمانے کی خواہش اور نسلی برتری کا خیال خود بخود مٹ جائیگا۔ جس طرح قادیان کے منار کی روشنی رات کو اردگرد کی تمام تاریکی دور کر دیتی ہے۔ اسی طرح امید ہے۔ آپ کے اعلیٰ مقاصد کی روشنی بنی نوع انسان کے دل کی تاریکیوں کو دور کرنے میں ممد ثابت ہوگی۔ میں عیسائی ہونے کے باوجود محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں اسلام سے بہت زیادہ قریب ہوں۔ کیونکہ ہمارے مقاصد ایک ہی ہیں۔ مجھے اعتراف ہے کہ ہم یورپ کے عیسائی اس امر میں ناکام رہے ہیں۔ کہ جو بات پہلے ہونی چاہیئے اسے پہلے رکھیں۔ اس میں یورپ ناکام ہے۔ مگر آپ کی جماعت نے اس شئے کو مقدم رکھا ہے جو مقدم رکھے جانے کے قابل ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر انسان چاہتا ہے۔ کہ دنیا سے اقتصادی غلامی اور بین الاقوامی جھگڑے ختم ہو جائیں اور بنی نوع انسان کے درمیان اخوت اور صلح و آشتی کی روح پیدا ہو۔ تو سب سے پہلے ضروری ہے۔ کہ انسان خدا سے اپنا تعلق قائم کرے۔

آخر میں آپ نے دوبارہ معزز میزبان آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب اور اہالیان قادیان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا۔ مجھے یہاں آکر نہ صرف جسمانی طور پر فرحت حاصل ہوئی ہے بلکہ میں روحانی فرحت سے بھی بہرہ اندوز ہوا ہوں۔ آخر آپ نے اس فقرہ پر اپنی تقریر ختم کی۔

خدا آپ پر اور تمام بنی نوع انسان پر اپنی برکات نازل کرے۔

انفرادی، قومی اور بین الاقوامی معاملات کس طرح سلجھ سکتے ہیں۔

اختتامی تقریر کرتے ہوئے آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے فرمایا۔ ہم سر فریڈرک کے اس نہایت ہی پُر از معلومات لیکچر کے لئے ان کے ممنون ہیں۔ وہ شاید خیال نہ کرتے ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں نے ان کی عالمانہ تقریر سے بہت کچھ اخذ کیا ہے۔ کیونکہ بہت سی باتیں ان کی تقریر کے بعد میرے لئے روشن تر ہو گئی ہیں۔ سب سے اہم بات جس نے مجھ پر بہت زیادہ اثر کیا ہے۔ وہ ہے جو انہوں نے خدا اور بندے کے تعلق کے ذکر میں بیان فرمائی۔ اور یہ وہ حقیقت ہے۔ جس سے زیادہ واضح حقیقت اور ہو نہیں سکتی۔ خدا نے انسان کو جو نعمتیں عطا کی ہیں۔ بندہ کا فرض ہے۔ کہ انہیں اپنے خدا کا عطیہ سمجھتے ہوئے اس کی مخلوق کی بہبود کے لئے صرف کرے۔ اور سمجھے کہ جو دوسرے کا ہے۔ وہ اس کا ہے۔ اور جو اس کا ہے۔ وہ دوسرے کا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ کمیونزم کی کسی شکل کو قائم کیا جائے۔ بلکہ میرا مطلب اس سے یہ ہے۔ کہ وہ روح پیدا کی جائے۔ جو آپس میں حقیقی ہمدردی اور اخوت پیدا کرتی ہے۔ اور وہ تمام ذرائع اختیار کئے جائیں۔ جن سے دنیا کی مشکلات کم ہو سکتی ہیں۔ اور انسان کی خوشی میں اضافہ ہوتا ہے۔ گو یہ کام آسان نظر آتا ہے۔ لیکن فی الحقیقت بہت مشکل ہے۔ اگر انسان یہ سمجھ لے کہ اپنے حق پر اڑ کر نہیں۔ بلکہ اپنے حق کو چھوڑ کر اور اپنے دینی و دنیوی فرائض کو پورا کر کے وہ خوش رہ سکتا ہے۔ تو آج انفرادی۔ قومی اور بین الاقوامی معاملات سلجھ سکتے ہیں۔

آخر میں آپ نے سر فریڈرک جیمز اور لیڈی جیمز کا پھر شکریہ ادا کیا۔ اور کہا۔ امید ہے۔ وہ ان کوتاہیوں کو جو ان کے آرام کے متعلق ہوئیں۔ نظر انداز کر دیں گے۔ نیز فرمایا اب جبکہ انہوں نے قادیان آنے کا راستہ دیکھ لیا ہے پھر بھی یہاں تشریف لایا کریں گے۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۲۳ فروری۔ سائیگاں ریڈیو کی ایک خبر ہے کہ مارشل پیتان اور ہٹلر میں ایک معاہدہ ہو گیا ہے جس کے رو سے غیر مقبوضہ فرانس میں جرمنی کو اسلحہ سازی کے کارخانے کھولنے کی اجازت ہوگی ذمہ دار جرمن حکام کارخانوں کے لئے جگہوں کا انتخاب کرنے وہاں پہنچ چکے ہیں۔

لنڈن ۲۳ فروری معلوم ہوا ہے۔ کہ سپین کے وزیر خارجہ کی دعوت پر جرمن فوج کے کچھ دستے فرانس کی سرحد پار کر کے سپین میں داخل ہو چکے ہیں۔ مگر سرکاری حلقوں سے اس خبر کی تصدیق ابھی نہیں ہوئی۔

ٹوکیو ۲۳ فروری۔ برطانیہ کے وزیر خارجہ کو جاپانی وزیر خارجہ نے جنگ میں صلح کرانے کے لئے جو پیشکش کی تھی۔ اس کے لئے اس سے جواب طلب کیا گیا ہے کہ اس نے کیوں یہ پیغام بھیجا۔

ماسکو ۲۳ فروری۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ روس کا بحری بیڑا دریائے ڈینیوب میں گشت کر رہا ہے۔ بلقانی ممالک کی پیچیدہ صورت حالات کے پیش نظر اسے بڑی اہمیت دی جا رہی ہے۔

روم ۲۳ فروری۔ فیسٹول کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسولینی نے کہا۔ کہ فی الحال افریقہ کی اطالوی افواج کو کمک بھیجنا ناممکن ہے۔ لیکن ہمیں حوصلہ نہیں ہارنا چاہئے۔ کیونکہ آخری فتح محوری طاقتوں کی ہوگی امریکہ کی امداد برطانیہ کو خاص فائدہ نہ پہنچا سکے گی۔

قاہرہ ۲۳ فروری۔ برٹش ہیڈ کوارٹرز نے اعلان کیا ہے۔ کہ برطانی افواج نے حبشیوں کی مدد سے حبشہ کے دو شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔

لنڈن ۲۳ فروری سپین کے سابق شاہ الفانسو کا انتقال ہو گیا ہے

لنڈن ۲۴ فروری۔ کل رات انگریزی بمباروں نے بولون اور کیلے پر پھر حملے کئے۔ بولون پر یہ ۴۷ واں اور کیلے پر ۱۶ واں حملہ ہے۔ یہ حملے بہت کامیاب رہے ہیں۔

لنڈن ۲۴ فروری کل رود بار انگلستان کے دونوں کناروں سے بھاری توپوں نے ایک دوسرے پر خوب گولہ باری کی۔ جو ایک گھنٹہ جاری رہی۔ اس کی ابتداء جرمن توپوں کی طرف سے ہوئی۔ ہوائی وزارت کا ایک اعلان مظہر ہے کہ دشمن کے طیاروں نے کل کوئی بڑا حملہ برطانیہ پر نہیں کیا۔ صرف شمال مشرقی علاقہ میں چند بم پھینکے گئے اور کچھ لنڈن کے علاقہ میں۔ مگر حملہ جلد ختم ہو گیا۔ اور کوئی خاص نقصان بھی نہیں ہوا۔

قاہرہ ۲۴ فروری برطانی ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے کہ برطانی طیارے۔ اریٹریا میں اطالوی چوکیوں پر سخت حملے کر رہے ہیں۔ اور دشمن کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں۔

قاہرہ ۲۴ فروری۔ آزاد فرانسیسی افواج کے کمانڈر انچیف جنرل گیتھرو اپنی فوجوں کے معائنہ کے لئے آج روانہ ہو گئے۔ یہ فوجیں مشرق وسطیٰ میں برطانی فوجوں کے دوش بدوش لڑ رہی ہیں۔

انقرہ ۲۴ فروری۔ ترکی کے وزیر خارجہ نے آج اعلان کیا ہے۔ کہ ترکی بلقانی ممالک سے متعلق اپنی پالیسی پر قائم رہے گا۔ اور اگر کسی نے اس کی آزادی پر ہاتھ ڈالا۔ تو تلوار سونت کر میدان میں نکل آئے گا۔

لنڈن ۲۴ فروری۔ مسولینی کی تازہ تقریر پر امریکن اخبارات بہت کچھ لکھ رہے ہیں۔ نیویارک ٹائمز نے لکھا ہے۔ کہ یہ سب دھوکا ہی دھوکا ہے۔ اطالوی قوم اچھی طرح محسوس کر چکی ہے کہ اٹلی کتنے پانی میں ہے۔

لنڈن ۲۴ فروری۔ آج مسٹر چرچل نے ترکی کے سفیر سے گفتگو کی۔ ترکی کے وزیر خارجہ نے بلقانی ممالک کی حالت کے سلسلہ میں جو بیان دیا ہے۔ اسے یہاں بہت پسند کیا جا رہا ہے۔

انقرہ ۲۴ فروری ترکی کے وزیر اعظم نے ریڈیو پر تقریر کرتے ہوئے کل رات کہا کہ ترکی پہلے کی نسبت آج بہت مضبوط ہے سب لوگوں میں اتفاق ہے اور اپنے پریذیڈنٹ پر کامل اعتماد

لنڈن ۲۴ فروری۔ بلغاریہ میں سے ہو کر یونان پر چڑھائی کرنے کی جرمن زبردست تیاریاں کر رہے ہیں۔ قیاس ہے۔ کہ جرمن چولا پر حملہ کریں گے۔ یہ جگہ سالونیکا سے ۷۵ میل کے فاصلہ پر ہے مغربی بلغاریہ میں پلوں کی ایسے رنگ میں مرمت کی جا رہی ہے کہ بیس ٹن وزنی گاڑیاں آسانی سے گذر سکیں۔ گویا جرمن ٹینک گذارے جائیں گے۔ بلغاریہ کی پہاڑیوں میں ٹیلیفون لگائے جا رہے ہیں صوفیہ کے ضلع میں موٹر گاڑیوں کی آمد و رفت بند کر دی گئی ہے۔ کوئی شخص اس علاقہ سے باہر نہیں جا سکتا۔ ڈینیوب کے علاقہ میں کسی غیر ملکی کو جانے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ یہاں جرمن فوجیں اکٹھی ہو رہی ہیں

لنڈن ۲۴ فروری۔ آج مسٹر چرچل نے جاپان کے سفیر سے بات چیت کی۔ برطانی حکومت کئی بار یہ واضح کر چکی ہے کہ اگر جاپان نے اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ تو وہ اس کا پورا پورا جواب دے گی۔

سنگاپور ۲۴ فروری۔ برطانی افواج کے کمانڈر انچیف نے یہاں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جرمنی جاپان کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے پورا زور لگا رہا ہے۔ کہ وہ برطانیہ پر حملہ کر دے تا برطانی طاقت تقسیم ہو جائے۔ اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ کہ اس کے نتیجہ میں جاپان کا کیا بنے گا۔ ہم سنگاپور پر حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ وہ ایک مضبوط قلعہ ہے جہاں ہر قسم کے اسلحہ اور کثیر فوج موجود ہے

لنڈن ۲۴ فروری۔ جرمن ریڈیو نے کہا ہے۔ کہ جرمنی اگست ۱۹۴۰ء تک برطانیہ کے ۸۳ کروڑ زر تباہ کر چکا ہے گویا برطانیہ کے پاس جتنے کل کروڑ زر ہیں۔ ان سے ایک تہائی زیادہ جرمنی ڈبو چکا ہے

لنڈن ۲۴ فروری۔ برطانی بیڑے نے بحیرہ روم کے وسطی علاقہ میں سرنگوں کا جو نیا جال بچھایا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ سمندر میں اب بھی اسی کا راج ہے۔ اس سے قبل اٹلی کے ساحل سے تیس میل کے علاقہ تک وہ سرنگیں بچھا چکا ہے۔ یہ جال جو کور ہے جس کے اندر سسلی اور اٹلی کا جنوبی علاقہ بھی آ گیا ہے۔ ایک نتیجہ اس کا یہ ہے۔ کہ بحیرہ ایڈریاٹک کا اطالوی بیڑہ اب وہاں سے باہر نہیں جا سکتا۔

ٹوکیو ۲۴ فروری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ تھائی لینڈ اور انڈو چائنا میں سمجھوتہ کی بات چیت ۷ مارچ تک ملتوی کر دی گئی ہے۔ جاپانی افسر دونوں ملکوں کے ڈیپوٹیشنوں سے الگ الگ بات چیت کر رہے ہیں۔

شکاگو ۲۴ فروری۔ جرمنی کے قونصل جنرل نے مان لیا ہے کہ جرمن قونصل کا عملہ یہ سمجھ کر کام کر رہا ہے کہ گویا اسے عنقریب امریکہ سے جانا پڑے گا۔

لنڈن ۲۴ فروری۔ وزیر ہند نے آج ایک براڈکاسٹ میں کہا۔ کہ ہندوستان کے بارہ میں حکومت برطانیہ کی پالیسی یہی ہے کہ اسے وہی درجہ حاصل ہو۔ جو دوسری ڈومینینز بلکہ خود برطانیہ کو حاصل ہے۔ اور اس مقصد کے پیش نظر ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان اپنی اندرونی مشکلات کا کوئی حل تلاش کرے۔ کانگریسی ستیہ آگرہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ اس کا ملک پر کوئی خاص اثر نہیں۔ لوگ اسی طرح جنگ میں امداد دے رہے ہیں۔ جس طرح پہلے دیتے تھے۔

بمبئی ۲۴ فروری یہاں لیڈروں کی جو کانفرنس

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی